امام محمد باقر علیہ السلام

سید المفسرین امیر المحققین علامہ الحاج سید علی نقی نقوی مجتہد طاب ثراہ

ولادت: یکم رجب ۵۷ھ

وفات ۷ / ذی الحجہ ۱۱۴ھ

آپ کا دور بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے وہی عبوری حیثیت رکھتا تھا جس میں شہادت حضرت امام حسینؑ سے پیدا شدہ اثرات کی بنا پر بنی امیہ کی سلطنت کو ہچکولے پہنچتے رہتے تھے مگر تقریباً ایک صدی کی سلطنت کا استحکام ان کو سنبھال لیتا تھا بلکہ فتوحات کے اعتبار سے سلطنت کے دائرہ کو عالم اسلام میں وسیع تر کرتا جاتا تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ خود واقعۂ کربلا میں موجود تھے اور گو طفولیت کا دور تھا یعنی تین چار برس کے درمیان عمر تھی مگر اس واقعہ کے اثرات اتنے شدید تھے کہ عام بشری حیثیت سے بھی کوئی بچہ ان تاثرات سے علاحدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ چہ جائے کہ یہ نفوس کو مبداء فیض سے غیر معمولی ادراک لے کر آئے تھے وہ اس کم عمری میں جناب سکینہؑ کے ساتھ ساتھ یقینا قید و بند کی صعوبت میں بھی شریک تھے اس صورت میں انسانی و دینی جذبات کے ماتحت آپ کو بنی امیہ کے خلاف جتنی بھی برہمی ہوتی ظاہر ہے۔ چنانچہ آپ کے بھائی زید بن علیؑ بن الحسینؑ نے ایک وقت ایسا آیا کہ بنی امیہ کے مقابلے میں تلوار اٹھائی اسی طرح سادات حسنیؑ میں سے متعدد حضرات وقتاً فوقتاً بنی امیہ کے خلاف کھڑے ہوتے رہے حالانکہ واقعہ کربلا سے براہ راست جتنا تعلق حضرت امام محمد باقرؑ کو رہا تھا۔ اتنا جناب زید کو بھی نہ تھا چہ جائے کہ حسنی سادات جو نسباً دوسری شاخ میں تھے۔ مگر یہ آپکا وہی جذبات سے بلند ہونا تھا کہ آپ کی طرف سے کبھی کوئی اس قسم کی کوشش نہیں ہوئی اور آپ کبھی کسی ایسی تحریک سے وابستہ نہیں ہوئے بلکہ ضرورت پڑنے پر اپنے دور کی حکومت کو مفادِ اسلامی کے تحفظ کے لئے اسی طرح مشورے دیئے جس طرح آپ کے جد امجد حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ اپنے دور کی حکومتوں کو دیتے رہے تھے۔ چنانچہ رومی سِکوں کے بجائے اسلامی سِکہ آپ ہی کے مشورہ سے رائج ہوا جس کی وجہ سے مسلمان اپنے معاشیات میں دوسروں کے دست نگر نہیں رہے۔

باوجودیکہ زمانہ آپ کے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ کے زمانہ سے بہتر ملا۔ یعنی اس وقت مسلمانوں کا خوف و دہشت اہلبیتؑ کے ساتھ وابستگی میں کچھ کم ہوگیا تھا اور ان میں علوم اہلبیتؑ سے گرویدگی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ پیدا ہوگئی تھی کوئی دوسرا ہوتا تو اس علمی مرجعیت کو سیاسی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنا لیتا مگر ایسا نہیں ہوا اور حضرت امام باقرؑ مسلمانوں کے درمیان ایک

بقیہ صفحہ ۳۳ پر

(۲۸) ذخائز العقبیٰ ص ر ۲۵
(۲۹) مطالب السئول ص ر ۲۴، ۲۷ طبع لکھنؤ
(۳۰) اتحاف شیخ عبداللہ شافعی ص ر ۵ مصر
(۳۱) تذکرہ خواص الامہ ص ر ۸
(۳۲) مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی ص ر ۳
(۳۳) ترجمہ قرآن شاہ عبدالقادر ص ر ۵۴ طبع ۱۹۲۸ء
(۳۴) ارجح المطالب ص ر ۶۸، ۴۰۹
(۳۵) مناقب المرتضیٰ شاہ علی حیدر ص ر ۱۱۹
(۳۶) کنز العمال علی متقی ج ر ۶ ص ر ۴۰۷

نصاریٰ کو ٹھنڈے دل سے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ بانی اسلامؐ نے ان سے مقابلہ کے وقت تلوار نہیں اٹھائی، جہاد کا نام نہیں لیا بہت ممکن تھا کہ ان کی ہٹ دھرمی کا جواب تلوار سے دیا جاتا لیکن اسلام کے پاس صرف یہی آلۂ دفاع نہ تھا جو اسے جا بجا صرف کرتا۔ اسلام نے ہمیشہ عقل کی روشنی میں کام کیا اور خونریزی سے گریز کیا، اسلام کو یہ دکھانا تھا کہ بادیہ نشین اعراب جو کفر و نفاق میں تمام عالم سے بڑھے ہوئے ہیں ان کی سرکوبی کے لئے تلوار کی ضرورت تھی تو جہاد کیا اور جو تہذیب و تمدن سے کسی قدر آراستہ تھے، ان کے لئے ہدایت کے دیگر ذرائع اختیار کئے، اور اپنی خاموش تبلیغ سے تلوار کا کام لیا اگر عیسائیوں کے پاس عقل اور عقل کے ساتھ انصاف کا جوہر ہوتا تو اپنے بابِ ماسبق کو دیکھ کر کبھی نہ کہتے کہ اسلام تلوار سے قائم ہوا یہ الزام واقعات کے خلاف ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اسلام شمشیر زنی کا حامی نہ تھا۔

بقیہ امام محمد باقر علیہ السلام ......

طرح کی مرجعیت عام حاصل ہونے کے باوجود سیاست سے کنارہ کشی میں اپنے والد بزرگوار کے قدم بہ قدم ہی رہے۔

بے شک زمانہ کی سازگاری سے آپ نے واقعہ کربلا کے تذکروں کی اشاعت میں فائدہ اٹھایا۔ اب واقعہ کربلا پر اشعار نظم کئے جانے لگے اور پڑھے جانے لگے امام زین العابدینؑ کا گریہ آپ کی ذات تک محدود تھا اور اب دوسروں کو ترغیب و تحریص بھی کی جانے لگی۔ اس کے علاوہ نشر علوم آل محمدؐ کے فریضہ کو کھل کر انجام دیا گیا۔ اور دنیا کے دل پر علمی جلالت کا سکہ بٹھا دیا گیا۔ یہاں تک مخالفین بھی آپ کو ''باقر العلوم'' ماننے پر مجبور ہوئے جس کا مفہوم ہی ہے ''علوم کے اسرار و رموز کے ظاہر کرنے والے''۔ اس طرح ثابت کر دیا کہ آپ اپنے کردار میں انہی علیؑ بن ابی طالبؑ کے صحیح جانشین ہیں۔ جنہوں نے پچیس برس تک سلطنت اسلامیہ کے بارے میں اپنے حق کے ہاتھ سے جانے پر صبر کرتے ہوئے صرف علوم و معارفِ اسلامیہ کے تحفظ کا کام انجام دیا۔ وہی ورثہ تھا جو سینہ بسینہ حضرت محمدؐ باقر تک پہنچا تھا۔ نہ امتدادِ زمانہ نے اس میں کہنگی پیدا کی تھی اور نہ اس رنگ کو مدھم بنایا تھا۔ نہ تسلسل مظالم کے اثر سے انتقامی جذبات کے غلبہ نے ان کو بنیادی مقاصدِ حیات سے غافل کیا۔